Fikr-o-Nasar (Islamabad) 24:2 (1986)

عہد بنی فاطمہ کے چند مشہور کتب خانے

محمد فاضل بلوچ

سرزمین مصر سیدنا نوحؑ کے پوتے بیصر بن حام کے زمانہ سے ھی انسانی معاشرے کا گہوارہ سمجھی جاتی ہے (۱) ۔ وادی نیل کے نام سے ایک شاندار تہذیب یہاں ھی وجود میں آئی ۔ ہیرو غلیفی ، ہیرا طیفی اور دیموطیقی رسم الخطوں کی تخلیق ہوئی ۔ جنھیں دنیا کے قدیم ترین رسم الخطوں میں شمار کیا جاتا ہے ۔ اور پھر پپائرس (Papyrus) جس سے انگریزی لفظ (Paper) اخذ کیا گیا ہے ۔ اسی خطۂ ارضی کی پیداوار ہے ۔ گویا کہ مصر میں فن تحریر اور مواد تحریر زمانہ قبل از تاریخ سے موجود تھا ۔ جو علّم بالقلم کا عملی مظاھرہ تھا ۔ تہـذیب و تمـدن اور کتب خانوں کا چولی دامن کا ساتھ رھا ہے اس لئے نجانے سرزمین مصر میں کتنے کتب خانوں نے جنم لیا ھوگا ۔ جو تاریخ مدون نہ ھونے کے سبب کتمان عدم کے پردے میں چلے گئے ۔ تاھم ۳۲۰۰ قبل مسیح سے مصر میں کتب خانوں کے وجود کا پتہ چلتا ہے ان قدیم کتب خانوں میں سے Khufu (۲۶۰۰ق ۔ م) Akhenation (۱۳۵۰ق ۔ م) رعمبیس دوم شاھان (۲) اور ریطلموس کا کتب خانہ اسکندریہ وغیرہ قابل ذکر ھیں ۔ اور اس دور میں کتب خانوں کو جو اھمیت حاصل تھی اس کا اندازہ (Thebes) کے مقام پر شاھی کتب خانہ کے نام سے لگایا جاسکتا ہے جو The Dispensory of the Soal یا (۳) Healing Place of the Soal یعنی انسانی روح کا شفاخانہ کہلاتا تھا ۔

مصر کو مسلمانوں نے سیدنا عمرؓ کے زمانہ خلافت میں فتح کیا اور مادی وسائل کے ساتھ ساتھ علمی میراث کو بھی حاصل کیا ۔ چنانچہ فاتح مصر سیدنا عمرو بن عاص کے صاحبزادے حضرت عبد اللہ کو جو خود شرف صحابیت سے مشرف تھے کو جب اہل کتاب کا ایک وسیع کتب خانہ ملا تو انہوں نے گھری نظر سے اس کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور نادر معلومات فراہم کیں (۴) ۔

مصر میں بنو فاطمہؓ کے قدم ۲۹۷ھ میں جمے یہ وہ دور تھا جب دنیائے اسلام کے تمام سربراہان مملکت کتابیں جمع کرنا فخر سمجھتے تھے اور اس سلسلہ میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش میں لگے رہتے تھے ۔ وہ کتابوں کو جس قدر ملیں جہاں ملیں اور جس قیمت پر ملیں حاصل کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کرتے تھے ۔ اس سلسلے میں قرطبہ کے اموی امراء بغداد کے عباسی خلفاء اور مصر کے فاطمی فرمان روا قابل ذکر ہیں ۔ فاطمی سربراہوں کا بنیادی مقصد چونکہ شیعہ عقائد کی اشاعت (۵) تھا چنانچہ ان کے پاس کتابوں اور دستاویزات کی کثیر تعداد موجود تھی جو انھیں اپنے بزرگوں سے ورثے میں ملی ۔ کتابوں سے انھیں اس قدر محبت تھی کہ سفر و حضر میں اپنے ساتھ رکھتے تھے ۔ افریقہ میں بنو فاطمہ کے اقتدار کا بانی عبید اللہ المہدی جب سجلماسہ جا رہا تھا تو الطامونہ کے مقام پر اس کی کتابوں کا ذخیرہ چوری ہو گیا ۔ لیکن تھوڑے عرصے کے بعد اس کے بیٹے ابوالقاسم نے یہ ذخیرہ علم واپس حاصل کر لیا (۶) ۔

المعز پہلا فاطمی حکمران ہے جس کے حکم سے قاہرہ کا عظیم الشان شہر آباد ہوا اور جامعہ ازہر کا قیام عمل میں آیا ۔ اسی جامعہ کے قیام سے پورے عالم اسلام کے لئے علوم و فنون کے دروازے کھول دیئے گئے (۷) ۔ جامعہ ازہر کی بنیاد استوار کرنے کے بعد فاطمی خلفاء نے کتابیں اکٹھی کرنا شروع کیں اور العزیز پہلا حکمران ہے جس نے شاہی کتب خانہ قائم کیا (۸) ۔ یہ کتب خانہ محل

میں واقع تھا اور اظہری کی کتابوں اور دستاویزات سے اس کتب خانہ کے ذخیرہ کا آغاز ہوا ۔ قصر شاہی اور جامعہ ازہر کے کتب خانوں کے علاوہ بھی فاطمی خلفاء نے عام کتب خانے بڑی تعداد میں قائم کیے ۔ صرف المعز نے قاہرہ اور منصورہ میں کئی کتب خانے قائم کیے اور ان کتب خانوں کی اس نے مسلسل سرپرستی کی اور ان سے استفادہ کرنے والوں کو ہر طرح کی سہولتیں بہم پہنچائیں ۔ لیکن یہ کہنا خلاف حقیقت ہے کہ ,,الحاکم بامر اللہ فاطمی پہلا شخص ہے جس نے عام کتب خانوں کی بنیاد ڈالی ،،(۹) ۔ اس طرح یہ بھی خلاف واقع ہے کہ خالد بن یزید بن معاویہ پہلا شخص ہے جس نے کتب خانوں کی بنیاد ڈالی (۱۰) کیونکہ اس سے قبل امت مسلمہ میں اس بارے میں سبقت لے جانے والے حضرات میں سے عبد الحکیم بن عمرو بن عبد اللہ بن صفوان الجمعی متوفی (۱۱) ۵۰ھ (۶۷۰ء) اور عبد الرحمن ابن ابی لیلی متوفی ۷۹ ھ(۶۹۵ ء)کے نام قابل ذکر ھیں (۱۲) ۔

ذاتی اور عام کتب خانوں کے علاوہ فاطمی خلفاء نے اسلامی روایات کے مطابق مساجد سے متصل کتب خانوں کو رواج دیا اور ان میں نہایت خوبصورت اور نادر موضوعات جمع کئے اور ان مساجد کو اوقاف کی تحویل میں رکھا ۔ کتب خانوں کا مساجد سے متصل رہنے کا سلسلہ سلطان عبد العزیز متوفی ۱۲۸۲ھ (۱۸۶۵ء) تک قائم رہا اور ان کے حکم سے کتب خانے الگ پبلک لائبریریوں میں منظم کیے گئے (۱۳) ۔

عہد فاطمی کے مشہور ذاتی اور عوامی کتب خانے

کتب خانہ جامعہ الازہر ۳۶۰ھ

فاطمی جرنیل جوہر صقیلی نے فاطمی خلیفہ معزالدین اللہ کے عہد میں خلیفہ کے حکم سے مصر فتح کرنے کے بعد قاہرہ کا شاندار شہر بسایا ـ اور دنیائے اسلام کی ایک قدیم ترین یونیورسٹی کی بنیاد رکھی ـ جس کا سب سے بڑا مقصد دینی شعائر کو قائم کرنا اور علوی شیعہ کے دینی مسلک کی تائید تھا ـ اس ادارے کا قیام نہ صرف مصر کے لئے بلکہ پورے عالم اسلام کیلئے اہم واقعہ کی حیثیت رکھتا ہے (۱۴) ـ دراصل فاطمی خلفاء شیعہ عقائد کی اشاعت و ترویج میں گہری دلچسپی لیتے تھے ـ اس لئے انھوں نے تعلیم و تعلم کیلئے اس شاندار درس گاہ کی بنیاد رکھی ـ اس عظیم درس گاہ میں تمام اسلامی دنیا سے طالب علم آتے تھے (۱۵) ـ

جامعہ الازہر کا بانی المعز کئی زبانوں کا ماہر تھا اور وہ علم سے خاص شغف رکھتا تھا اور اپنے علمی ذوق کی تسکین کیلئے گراں قدر قیمت پر کتابیں خریدتا تھا (۱۶) ـ وہ اس حقیقت سے بھی باخبر تھا کہ کوئی تعلیمی درس گاہ ایک عمدہ اور منظم کتب خانے کے بغیر اپنے مقاصد میں ہرگز کامیاب نہیں ہو سکتی یہی وجہ ہے کہ المعز کے جرنیل جوہر نے الازہر میں ایک نفیس کتب خانہ بھی قائم کیا (۱۷) ـ عزیز بدین اللہ کے عہد میں جملہ علوم فنون پر تقریباً دو لاکھ کتابیں جمع کی گئیں (۱۸) ـ بعد میں آنے والے خلفاء نے بھی جامعہ اور اس کے کتب خانے کی ترقی میں گہری دلچسپی لی ـ الحکم نے دارالحکمت کی جو کتابیں جامعہ ازہر، جامع حاکم اور جامعہ قیس میں منتقل کرنے کا حکم دیا ـ ان میں سے الازہر کے حصے میں آدھی کتابیں آئیں (۱۹) ـ

جامعه الازهر میں شاندار کتب خانہ کا وجود اس لئے بھی ضروری تھا کہ اس کے قیام کے وقت ھی سے تمام دنیا کے چوٹی کے علماء و فقہاء کو بلایا گیا ، جو ہر نماز کے بعد فقه کا درس دیتے تھے ۔ وعظ اور مباحث کی مجالس قائم کرتے تھے (٢٠) ۔ اس نے ان علماء اور فقہاء کی مالی آسودگی کیلئے ہر قسم کی سہولتیں مہیا کیں تاکہ وہ معاشی تفکرات سے آزاد ہو کر علمی، تحقیقی اور دینی خدمات سرانجام دیں ۔

خلیفه العزیز باللہ کے حکم پر ٣٧٨ھ میں ان کے وزیر یعقوب بن مکس نے جامعه ازہر میں دینی علوم کے ساتھ ساتھ علوم عقلیه کی تدریس کو بھی داخل نصاب کیا اور خود بطور وائس چانسلر کے فرائض سر انجام دیئے (٢١) ۔ ابن مکس نے اساتذہ کی تنخواھیں مقرر کیں اور جامع کے قریب ھی ان کی رھائش کیلئے مکانات تعمیر کرا دیئے (٢٢) ۔ ان اساتذہ کی مجموعی تعداد ٥٣٣ تھی (٢٣) ۔ اساتذہ کے علاوہ طلباء کی رھائش، خوراک اور دیگر سہولتوں کا بھی بندوبست کیا (٢٤)۔

جب فاطمیوں کی حکومت ختم ھوئی تو یونیورسٹی میں شیعه مسلک کی بجائے چاروں مذاھب کی تعلیم کے ساتھ ادب، ریاضی اور طبقات کی تعلیم کا سلسلہ بھی شروع ھوگیا ۔ جامعه ازہر کے کتب خانه کی ایک امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ یہ ھمیشه زمانه کی دست و برد سے محفوظ رھا ہے،(٢٥) اور اپنے قیام سے لے کر اب تک مسلسل اھل علم کی علمی پیاس بجھا رھا ہے۔

کتب خانہ خزائن القصور

خزائن القصور کی بنیاد عزیز باللہ فاطمی متوفی ٣٨٦ھ نے رکھی۔ اسے کتابوں کے جمع کرنے کا بے حد شوق تھا اور اس شوق کی تکمیل پر دریا دلی کا مظاھرہ کرتا تھا وہ ہر ماہ ایک ھزار دینار اھل علم، کتب فروشوں اور جلد سازوں کو دیا کرتا تھا (٢٦) ۔

دیگرفاطمی خلفاء کی طرح وہ شیعہ مسلک کی اشاعت میں غیر معمولی دلچسپی لیتا تھا ۔ اور اس مقصد کے حصول کے لئے اس نے نہ صرف جامعہ ازہر اور اس کے کتب خانہ کی تعمیر و ترقی میں نمایاں کردار ادا کیا بلکہ منصورہ اور قاہرہ میں بڑے بڑے عالیشان کتب خانے قائم کیے (۲۷) ۔ قاہرہ کے کتب خانوں میں سے سب سے عظیم الشان کتب خانہ خزائن القصور تھا جو کتب خانہ بغداد اور قرطبہ کی نظیر تھا (۲۸) بلکہ ابوشامہ کے الفاظ میں ,, قاہرہ کے قصر کا کتب خانہ دنیا کے عجائبات میں سے تھا اور بلاد اسلام میں اپنے وقت کا سب سے بڑا کتب خانہ تھا (۲۹) اور العزیز کے دور حکومت میں ابوالحسن الشابشتی کاتب متوفی ۳۹۰ ھ اس کتب خانہ کا مہتمم تھا (۳۰) ۔

جہاں تک خزائن القصور کی کتابوں کی تعداد کا تعلق ہے اس سلسلہ میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن تمام مورخین نے اس کتب خانے کے بارے میں معلومات المقریزی کی مشہور کتاب الخطط سے اخذ کی ہیں اس لئے ہم الخطط کی متعلقہ عبارت کا اردو ترجمہ ذیل میں درج کرتے ہیں ۔

(اس کتب خانے میں ایک ایک کتاب کے کئی کئی نسخے تھے چنانچہ مسیحی کے قول کے مطابق جب عزیز باللہ کے سامنے خلیل بن احمد کی کتاب؟کتاب العین کا ذکر آیا تو اس نے اپنے لائبریرین کو کتاب مذکور لانے کا حکم دیا جس پر خزانة الکتب سے تیس سے زائد نسخے کتاب العین کے نکال لائے گئے ۔ ان (تیس نسخوں) میں سے ایک نسخہ خود خلیل کے اپنے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا ۔ اسی طرح ایک دفعہ ایک شخص ان (عزیز) کے پاس تاریخ طبری کا ایک نسخہ لایا جسے سو دینار میں خرید کر لیا لیکن لائبریرین کو حکم دیا کہ پہلے سے موجود تاریخ طبری کے نسخے نکال لایئے چنانچہ بیس سے زائد نسخے نکالے گئے اور ان میں سے بھی ایک نسخہ خود طبری کے اپنے ہاتھ کا

لکھا ہوا تھا اور جب ابن درید کی تصنیف ,,الجمہرۃ،، کا ذکر کیا گیا تو خزانۃ الکتب میں اس کے سو نسخے موجود تھے۔

مسیحی نے کتاب الذخائر میں کہا ہے کہ محل میں کتابوں کے چالیس خزائن تھے ان جملہ خزانوں میں سے ایک خزانہ کتب اٹھارہ ہزار قدیم کتابوں پر مشتمل تھا۔ اور یہ (اٹھارہ ہزار) کتب ان کتب کے علاوہ تھیں جو المستنصر کے زمانہ بغاوت میں لوٹ لی گئیں تھیں۔ خزائن القصور میں دو ہزار چار سو نسخے مکمل قرآن عزیز کے تھے جو سونے اور چاندی کے نقوش سے مزین تھے۔ یہ قرآن کریم کے تمام نسخہ جات ترکوں نے اپنے واجبات کی وصولی کے ضمن میں نہایت کم قیمت پر حاصل کر لیئے۔ اور ,, قصر برانیہ ،، میں ایک نسخہ بھی باقی نہ بچا البتہ قصر کے بالکل اندرونی خزائن ترکوں کی دست و برد سے محفوظ رہے جہاں ابن مقلہ اور ابن بواب جیسے عظیم خطاطوں کے جلی قلموں سے لکھے ہوئے قرآن کریم کے نسخوں سے صندوق بھرے ہوئے تھے۔ مسیحی کا یہ بھی کہنا ہے کہ وہ محرم کے عشرہ اول سن ۴٦۱ ھ میں مصر میں موجود تھا اور اس نے خود کتابوں سے لدے ہوئے پچیس اونٹوں کو مشہور وزیر ابوالفرج جعفر المغربی کے ہاں جاتے ہوئے دیکھا اور دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ کتابیں ابوالفرج اور خطیر ابن الموفق نے اپنے قرض کے بدلے میں حاصل کی ہیں اس قرض میں ابوالفرج کا حصہ پانچ ہزار دینار تھا جبکہ ایک ماہر کتب فروش کے بیان کے مطابق ان کتابوں کی اصل قیمت ایک لاکھ دینار سے زائد تھی۔ لیکن یہ کتابیں صرف ایک ماہ بعد یعنی صفر (۴٦۱ھ) میں، جب ناصر الدولہ ابن حمدان کو شکست ہوئی، دیگر سامان کے ساتھ لوٹ لی گئیں۔ لیکن یہ یاد رہے کہ یہ تمام کتابیں قاھرہ کے دارالعلوم کی کتابوں کے علاوہ تھیں اور ان کتابوں سے بھی علاوہ تھیں جو عماد الدولہ اور ابوالفضل ابن المقنطر نے حاصل کیں تھیں اور اسکندریہ میں منتقل کر دی گئیں تھیں۔ نیز ان میں وہ کتابیں بھی

شامل نہیں تھیں جنہیں ۳٦۱ ھ میں خریدا گیا تھا اور دریائے نیل کے ذریعے اسکندریہ جاتے ہوئے راستہ میں لوٹ لی گئیں تھیں ۔ یہ سب کتابیں اپنی تعداد، صحت ، خوشنویسی اور جلدوں کی پائیداری اور خوبصورتی کے لحاظ سے اپنا نظیر نہ رکھتیں تھیں ۔ ان مین وہ کتابیں بھی شامل تھیں جن میں مقامی علماء سے اختلاف کیا گیا تھا۔ ان کتابوں کی جلدوں کے چمڑوں سے ترکوں کے غلاموں اور لونڈیوں نے جوتے بنائے اور ان کے اوراق جلائے کیونکہ ان کے نزدیک سلطان کے ساتھیوں کو اللہ تعالٰی نے غلبہ دیا ہے اور یہ کتابیں قصر شاہی سے برآمد ہوئی تھیں جن میں مشارقہ کا کلام ہے جو ان کے مذہب کے خلاف ہے۔

الغرض قصر شاہی سے نکلنے کے بعد کچھ کتابیں لوٹ لی گئیں جو غرق دریا ہوئیں اور کچھ صحرا میں پھینک دی گئیں جن پر ہواؤں نے ریت کی موٹی تہیں چڑھا دیں اور اب تک وہ جگہیں ,,طلال کتب ،، یعنی کتابوں کے ٹیلوں کے نام سے شہر کے نواح میں دیکھی جا سکتی ہیں۔

ابن طویر کی روایت کے مطابق خزائن الکتب موجودہ ھسپتال کے ایک حصہ یعنی پرانی ھسپتال کی عمارت میں تھے ۔ یہاں خلیفہ ایک نصب شدہ سٹیج پر جلوس فرماتا اور خزانۃ الکتب کا انچارج جلپس بن عبد القوی اس کی خدمت میں حاضر ھوتا اور مشہور خطاطوں کے ھاتھ سے لکھے ہوئے مصاحف اور کتابیں پیش کرتا تھا جو خلیفہ پسند کرتا ان کو وہ رکھ لیتا تھا۔ لیکن بعد از مطالعہ کتب خانہ کو واپس لوٹا دی جاتی تھیں ۔

خزانۃ الکتب میں بہت سی الماریاں تھیں جنھیں مقفل کیا جا سکتا تھا ان الماریوں میں ہر مذہب کی کتب کے علاوہ فقہ ، نحو، لغت، حدیث ، تاریخ ، سیرۃ السلاطین ، نجوم، ریاضیات اور کیمیا وغیرہ پر مشتمل کتابیں موجود تھیں ۔ ان میں سے بعض کتابیں ایسی

بھی تھیں جو نامکمل تھیں ۔

(جہاں تک کیٹلاگ کا تعلق ہے) ہر خزانہ کے دروازہ پر اس میں موجود کتابوں کے اسماء پر مشتمل ایک بورڈ آویزاں ہوتا تھا ۔

بعض الماریاں قرآن مجید کے مشہور نسخہ جات کے لئے مختص تھیں ۔ ان میں سے بعض ابن مقلہ اور کچھ ابن بواب اور دیگر ان نامور اور ان کے ہم پلہ خطاطوں کے لکھے ہوئے تھے ۔ الملک الناصر صلاح الدین کے زمانہ میں ابن صورہ کو ان نسخوں کی فروخت کا انچارج بنایا گیا تھا ۔

خلیفہ جب تنہائی چاھتا تھا تو چلتے ہوئے ان خزائن میں داخل ہو جاتا ۔ اور ان خزائن میں مامور دو مستقل کاتبوں اور دو خدمت گاروں میں سے جو سامنے آ جاتا تھا خلیفہ اسے بیس دینار عطا کرتا تھا اور پھر دوسرے خزانہ کا رخ کرتا تھا ۔

ابن ابی طے نے قصر پر صلاح الدین کے قبضے کے ذکر کے بعد لکھا کہ قصر میں جو چیزیں فروخت کر دی گئیں تھیں ان میں خزانۃ الکتب بھی تھا جو عجائبات عالم میں سے تھا بلکہ کہا یہ جاتا ہے کہ (اس وقت کی) اسلامی دنیا میں اس سے بڑا اور کوئی کتب خانہ نہ تھا ۔ اس کتب خانہ میں تاریخ طبری کے بارہ سو (۱۲۰۰) نسخے تھے کہا جاتا ہے کہ یہ کتب خانہ سولہ لاکھ کتابوں پر مشتمل تھا ۔ اس ذخیرہ کتب میں انتہائی معروف خطاطوں کے لکھے ہوئے نسخوں کا ایک بہت بڑا مجموعہ تھا ۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ جب القاضی الفاضیل عبدالرحیم نے قاہرہ میں مدرسہ فاضلیہ کی بنیاد رکھی تو خزائن القصور کی کتابوں میں سے ایک لاکھ مجلد کتابیں فراہم کیں ۔ (علاوہ ازیں) کتابوں کا مشہور تاجر ابن صورہ کئی سالوں تک ان کتابوں کو فروخت کرتا رہا ۔ اگر یہ کل کتابیں ایک لاکھ ہی ہوتیں تو قاضی الفاضیل کی کتابوں سے زائد اور کچھ نہ بچتا جسے ابن صورہ فروخت کرتا ۔ ابن ابی واصل نے ذکر کیا کہ

خزانة الکتب میں کتابوں کی تعداد ایک لاکھ بیس ہزار تھی (۳۱)۔ «
ان میں سے چھ ہزار پانچ سو نسخے فقط ہیئت اور طب پر تھے۔ (۳۲)۔

اس کتب خانہ کے قواعد کے مطابق قاہرہ میں مقیم طلباء کو کتابیں مستعار مل سکتی تھیں۔ کتب خانہ میں زمین کے دو کرے بھی تھے ایک تو ٹھوس چاندی کا تھا دوسرا پیتل کا تھا۔ پیتل کے کرے کے متعلق مشہور تھا کہ اسے بطلیموس نے بنایا تھا چاندی کے کرے پر تین ہزار دینار لاگت آئی تھیں (۳۳)۔ دوسرا کرہ ابوالحسن صوفی نے عضد الدولہ کے لئے بنایا تھا جسے پندرہ ہزار روپے میں خریدا گیا تھا (۳۴)۔

یہ یاد رہے کہ جب المستنصر کے عہد میں کتب خانہ لٹا تو مشہور فاطمی وزیر بدر الجمالی نے حتی الوسع کتابیں دوبارہ جمع کرنے کی کوشش کی اور جس قدر کتابیں مل سکیں ان سے دوبارہ کتب خانہ قائم کر دیا۔ یہ کتب خانہ فاطمی محل میں صلاح الدین کے قبضے تک موجود رہا (۳۵)۔ لہذا یہ کہنا خلاف حقیقت ہے کہ ,,یہ کتب خانہ خلیفہ عزیز کے بعد اس کے جانشین حاکم کے کتب خانہ میں منتقل ہو گیا،،(۳٦)۔

دار العلم یا دار الحکمة :

ابو علی منصور الحاکم بامر اللہ بن عبد العزیز سرزمین مصر میں تیسرا فاطمی خلیفہ تھا یہ خلیفہ متضاد صفات کا حامل تھا اس نے علماء سے انتقام لیا اور نیک اور صالح لوگوں کو قتل کیا (۳۷) لیکن علم سے بھی محبت رکھتا تھا۔ ابن الهیثم بصرہ کا مشہور ریاضی دان جب قاہرہ آیا تو خلیفہ نے شہر کے دروازہ پر اسے بہ نفس نفیس خوش آمدید کہا (۳۸)۔

الحکم نے ۳۹۵ھ میں بغداد کے بیت الحکمة کی طرز پر ایک اکیڈمی دارالعلوم یا دارالحکمة کے نام سے قائم کی۔ سب سے بڑے

مقصد شیعه عقائد و علوم کی اشاعت کے ساتھ دیگر علوم کے فروغ کے لئے دارالعلوم میں قراء، فقہا، ماہر نجوم، ماہرین لغت اور اطباء، کو تعینات کیا گیا جن کو معقول مشاہرے پیش کئے جاتے تھے ۔ یہ علماء مناظرے بھی کرتے تھے اور الحاکم خود مناظروں میں شرکت کرتا تھا اور ان میں سے جس عالم کو بہتر پاتا تھا اسے انعام اور خلعت عنایت کرتا تھا (۳۹) ۔ یہ مدرسہ وزیر افضل کے زمانے تک جاری رہا لیکن وزیر موصوف نے مذہبی جھگڑوں کے خوف سے بند کرا دیا ۔ بعد ازاں اسے آمر نے نئے سرے سے جاری کیا اور تعلیم و تعلم کے سلسلہ کو بحال کرنے کے لئے قاری، نحوی، اہل لغت، خوش نویس، طبیب اور منجم وغیرہ مقرر کئے (۴۰) ۔ اس دارالعلم کو سلطان صلاح الدین ایوبی نے ختم کرکے شافعی مسلک کے مدرسہ میں تبدیل کر دیا (۴۱) ۔

دار العلوم اکیڈمی کے لئے ایک شاندار کتب خانہ قائم کیا گیا اور خزائن القصور سے تمام اصناف علوم اور ادب پر مشتمل کتب منتقل کرنے کا حکم دیا گیا اور دار العلم میں بیش بہا ذخیرہ کتب جمع کیا گیا ۔ ایسا ذخیرہ پہلے کسی بادشاہ کے ہاں بھی نہ ہوگا (۴۲) ۔ اس کتب خانہ کے افتتاح کے موقعہ پر بہت سے قرأ منجمین ، اطباء رسم افتتاح میں حاضر ہوئے اور کتابوں کو دیکھا ۔ کتب خانہ کی عمارت کو بڑے سازوسامان سے آراستہ کیا گیا اور تمام دروازوں پر خوبصورت پردے لٹکائے گئے (۴۳) ۔ جرجی زیدان کے مطابق یہ کتب خانہ ایک لاکھ کتب پر مشتمل تھا (۴۴) ۔ اور محمد زبیر کے نزدیک دو لاکھ مجلدات کا ذخیرہ تھا (۴۵) ۔ ابن سندی کا قول ہے کہ الحکم کی وفات کے بعد اس کے جانشین (الظاہر) کے وزیر ابوالقاسم علی بن احمد الجرجانی نے کتب خانہ قاہرہ کی کتابوں کی نئے سرے سے فہرست مرتب کرائی اور پرانی جلدوں کی مرمت کرائی اور قاضی عبد اللہ القضاعی ابن خلف وراق کو اس کا محافظ مقرر کیا ۔ سندی

نے اس وقت کتب خانہ میں صرف علم نجوم، ریاضی اور فلسفہ پر ۶۵،۰۰۰ جلدیں دیکھیں (۴۶) ۔

ذخیرہ کی نوعیت کے لحاظ سے اس کتب خانہ میں دینی علوم کے علاوہ علم ہیئت، لسانیات ، گرامر، نظم، تنقید، قانون اور طب پر کتابیں موجود تھیں (۴۷) ۔ کتابوں کو منظم صورت میں رکھنے اور طلباء و علماء کو بروقت کتابیں مہیا کرنے کے لئے ناظم کتب خانہ، اور خدام تعینات تھے ۔ قوانین و ضوابط کے مطابق قاہرہ کے باشندے کتابیں مستعار بھی لے سکتے تھے (۴۸) ۔ استفادہ کیلئے عوام الناس کو نہ صرف اجازت تھی بلکہ کاغذ، سیاہی اور قلم مفت مہیا کئے جاتے تھے (۴۹) ۔

دار العلم اور اس کے کتب خانہ کے دائمی مصارف برداشت کرنے کے لئے مصر کے علاقہ فسطاط میں بہت سی جاگیریں بھی وقف کی گئیں تھی ۔ دارالعلم کے سالانہ بجٹ کی تفصیل حسب ذیل تھی ۔

کاغذ برائے نقل نویسان	۹۰ دینار
ناظم کتب خانہ	۴۸ دینار
خدمت گار	۱۵ دینار
مرمت کتب	۱۲ دینار
قارئین کے لئے کاغذ، قلم و سیاہی	۱۲ دینار
عیادانی چٹائیاں	۱۰ دینار
پانی	۱۰ دینار
موسم سرما میں اونی قالین	۵ دینار
موسم سرما میں نمدے	۴ دینار
پردوں کی مرمت (۵۰)	۱ دینار

الحکم نے دار العلم کی تمام جاگیروں کا منتظم قاضی القضاۃ مالک بن سعید کو بنایا ۔

اس کتب خانہ سے استفادہ کے لئے لوگ دور دور سے آتے تھے اور

اسی کتب خانہ سے مشہور قاضی ابویوسف نے بہت سی کتابیں حاصل کیں ۔ قاضی صاحب نے حاکم کے زمانہ میں مصر کا سفر کیا حاکم نے ان کی بڑی قدر و منزلت کی اور بڑے گراں بہا تحفے دیئے ۔ انھوں نے حاکم سے کہا کہ ان تحفوں سے مجھے معاف فرمائیے یہ میرے کسی کام کے نہیں ہاں اگر آپ اپنے کتب خانہ سے میری پسندیدہ کتابیں مجھے لینے کی اجازت عنایت فرمائیں تو میں آپ کی اس مہربانی کو بہت بڑا تحفہ سمجھوں گا ۔ حاکم نے اجازت دے دی ۔ قاضی صاحب نے چن چن کر بہت سی نایاب کتابیں لے لیں (۵۱)۔

کتب خانہ یعقوب بن کلس ۳۸۰ھ

یعقوب بن کلس یہودی تھا بعد ازاں اسماعیلی مذہب قبول کیا ۔ یعقوب عزیز باللہ کا نامور وزیر تھا ۔ سیاسی امور میں ماہر ہونے کے ساتھ ساتھ علم و ادب سے گہری دلچسپی رکھتا تھا ۔ اس ادب پروری اور علم دوستی کے باعث اسے ایک بلند مقام حاصل تھا اس نے اپنے محل میں ایک مجلس قائم کی جہاں علماء ، ادباء، فقہاء و شعراء صناعوں اور فن کاروں کا اجتماع ہوتا تھا ۔ اور جمع ہونے والے اپنی اپنی تالیفات اور تصانیف پڑھ کر سناتے تھے ۔ اور ابن کلس انھیں انعامات اور تنخواہیں دیتا تھا ۔

ابن کلس فقہ اور علم حدیث پر بھی نظر رکھتا تھا اور وہ کئی کتابوں کا مصنف تھا ان کتب میں سے فقہ پر لکھی گئی کتاب "مختصر المصنف " اب بھی موجود ہے ۔ اس کا لکچر سننے کے لئے ہر جمعہ کی رات کو قاضی، فقیہ ، قاری، نحوی، محدث اور شاعر اس کے محل میں جمع ہوتے تھے (۵۲) اور وہ اپنی تالیفات کے کچھ حصے پڑھ کر سناتا تھا ۔

ابن کلس کا شاندار کتب خانہ جس میں قرآن عزیز، حدیث ، فقہ و ادب اور طب کی کتابیں تھیں (۵۳) ۔ اس کے کتب خانے میں نجی

ملازمین یا کاتبوں کی ایک بہت بڑی تعداد موجود رہتی تھی جو قرآن کریم کے نسخوں اور حدیث ، فقه ادب اور دیگر علوم و فنون کی کتابوں کی نقلیں تیار کرنے پر مامور تھی (۵۴) ۔

کتب خانه ابن طاراذ متوفی ۴۰۰ ھ/۱۰۱۰ء

ابو سعید وهب بن ابراهیم بن طاراذ ان علماء میں سے هیں جن کو ابن الندیم نے دیکھا تھا ۔ ابن طاراذ فاضل، ادیب اور عمده طبیعت کے مالک تھے ۔ عمده کتابوں کو جمع کرنا ان کا محبوب مشغله تھا اور اس کے ساتھ ساتھ خود صاحب تصنیفات بھی تھے ۔ ان کی کتابوں میں سے ,, کتاب الزیادات فی الکتاب الذی ألفه ابراهیم " ، ,, کتاب جمع فیه اخبار خالد " اور کتاب ,, رسائل من بلاغة " (۵۵) قابل ذکر هیں ۔

کتب خانه افضل شاهنشاه متوفی ۵۱۵ ھ/۱۱۲۱ء

ابوالقاسم احمد بن بدر جمالی جو تاریخ میں ملک افضل کے نام سے مشهور ہے ارمینیه کا باشنده تھا اور جمال الدین والی دمشق کا غلام تھا ۔ وه حد درجه کفایت شعار ، راسخ العزم اور غیر معمولی سیاسی تدبر و انتظامی صلاحیتوں کا مالک تھا ۔ بقول جرجی زیدان مصریوں کے نزدیک وه عمرو بن العاص احمد بن طولون کا درجه رکھتا تھا ۔ اس نے اپنی سیاست ، بصیرت اور اولوالعزمی سے فاطمی زوال پذیر اقتدار کو سهارا دیا ۔ یه عهد بنو فاطمیه کا سب سے زیاده ممتاز اور مطلق الامر وزیر اعظم تھا ۔

سیاسی بصیرت کے علاوه اسے علم و ادب سے گهرا لگاؤ تھا وه علماء و شعراء کا قدر دان تھا ۔ اپنے علمی ذوق کی تسکین کے لئے اس نے ایک شاندار کتب خانه قائم کیا اس کی وفات پر اس کے کتب خانه میں مختلف علوم و فنون کی پانچ لاکھ کتابیں موجود تھیں (۵۶)

کتب خانہ ابن الہیثم متوفی ۴۳۱ ھ

ابو علی حسن بن الہیثم بصرہ کا باشندہ تھا ۔ الحاکم فاطمی کو دریائے نیل پر اسوان کے مقام پر بند باندھنے کا نقشہ بنا کر بھیجا جسے بادشاہ نے پسند کیا اور ابن الہیثم کو مصر بلوا لیا ۔

ابن الہیثم کو ریاضی ، فلسفہ، ہیئت اور طب سے خاص شغف تھا ۔ اور ان علوم پر سو سے زیادہ تصانیف چھوڑیں لیکن طب کے میدان میں ,, کتاب المناظر،، نے شہرت عام اور بقائے دوام کا تاج اس کے سرپر رکھا ۔ راجر بیکن ، جان کپلر، طبیعات کے فن میں ابن الہیثم کے خوشہ چین ہیں ۔

ابن الہیثم علم و حکمت کا دلدادہ تھا اور اپنے فارغ اوقات ریاضی، طبیعات ہیئت اور طب کے مطالعہ میں صرف کرتا تھا ، لیکن جب دریائے نیل پر بند باندھنے کے منصوبہ کو عملی جامہ نہ پہنا سکا تو الحاکم کے غصہ سے بچنے کے لئے دیوانگی کا سہارا لیا چنانچہ الحاکم نے اس کی تمام کتابیں اور آلات وغیرہ کو شاہی توشہ خانہ میں شامل کر لیا (۵۸) ۔ اور اسے سرکاری پاگل خانے میں بھجوا دیا ۔ الحاکم کی وفات کے بعد جامعہ ازہر کے کمرہ میں رہائش اختیار کرکے علمی اور سائنسی تحقیقات میں منہمک ہو گیا ۔

کتب خانہ افراہیم بن الزمان

ابوکثیر افراہیم بن حسن بن اسحاق بن یعقوب آسرائیلی المذہب اور سرزمین مصر کے مشہور اطباء میں سے تھا ۔ وقت کے حکمرانوں سے بہترین تعلقات کی بنا پر بہت سا مال جمع کیا اور اپنی کثیر دولت حصول کتب پر صرف کی ۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کتابوں کے حاصل کرنے میں نہایت عالی ہمت ثابت ہوا ۔ جہاں تک ذخیرہ کی نوعیت کا تعلق ہے کتب خانہ افراہیم طب اور دیگر مضامین کی کتب پر مشتمل تھا ۔ اس کے ہاں نقول تیار کرنے والے کاتب ہمہ وقت مصروف

کتابت رھتے تھے اور وہ ان کی کفالت کرتا تھا ۔

افراھیم نے اپنے شاندار کتب خانہ میں سے دس ھزار کتب مصر کے امیر افضل کے ھاتھ فروخت کیں اور افضل نے ان کتابوں کو اپنے کتب خانہ میں منتقل کر لیا (۵۸) ۔

کتب خانہ المیثر ابن فاتک متوفی ۵۰۰ھ

محمود الدولہ ابوالفاء المیثر ابن فاتک مصر کے مقتدر امراء میں سے تھے ۔ علاوہ ازیں انکا شمار فاضل اجل علماء میں ھوتا تھا ۔ طب اور ادب سے خاص دلچسپی تھی ۔ صاحب تصانیف تھے ان کی کتابوں میں سے مختار الحکم و محاسن الحکم ، سیرۃ المستنصر اور توالیف فی علوم الاوائل قابل ذکر ھیں ۔

ابن فاتک کے کتب خانہ میں قابل ذکر ذخیرہ تھا اور بقول الشیخ سرید الدین المنطقی مصری وہ حصول علم کے شوق میں اکثر اوقات اپنے کتب خانہ میں محو مطالعہ رھا کرتے تھے ۔ لیکن ان کی رفیقہ حیات جو خود بھی اعلی گھرانے سے تعلق رکھتی تھیں کو کتب خانہ سے سوکنانہ رقابت تھی ۔ چنانچہ ابن فاتک کی وفات پر وہ کتب خانہ میں آئی اور اپنے گھر کے صحن میں واقع تالاب میں کتابوں کو اٹھا اٹھا کر پھینکتی تھی اور یہ کہتی تھی کہ ان کتابوں نے اکثر اوقات مجھے اپنے محبوب خاوند سے جدا رکھا ۔ یہ کتابیں اگرچہ پانی سے نکال لی گئیں تاھم کچھ کتب ضائع بھی ھو گئیں (۵۹) ۔

کتب خانہ ابوسعید متوفی ۴۰۰ ھ

ابو سعید وھب بن ابراھیم بن طاراذ فاضل اور ادیب انسان تھے ۔ نفیس کتابیں جمع کرنا ان کا محبوب مشغلہ تھا ۔ صاحب تصنیف تھے اور نہایت عمدہ طبیعت کے مالک تھے (۶۰) ۔

کتب خانہ خانقاہ مروشاھجہاں

خانقاہ مروشاھجہاں میں دس عظیم الشان وقف کتب خانے تھے جو تعداد اور نوادرات کے باعث بیمثال تھے ۔ ان میں ایک کتب خانہ

الضمیریہ کے نام سے موسوم تھا ۔ یاقوت حموی نے اس کتب خانہ سے بھرپور استفادہ کیا اور لکھا کہ اس کتب خانہ سے بیک وقت دو سو کتابیں مستعار مل گئی تھیں اور اکثر کتابیں بلاضمانت تھیں حالانکہ ان کی قیمت دو سو دینار کے لگ بھگ تھی ۔ یاقوت اس شہر اور کتب خانہ کی محبت میں اس قدر کھو گیا کہ اسے اپنے اہل و عیال بھی بھول گئے (۶۱) ۔

عہد بنو فاطمہ علمی و ادبی لحاظ سے کسی طرح بھی معاصر عہدوں یعنی عہد بنو امیہ اور بنو عباس سے کم نہ تھا چنانچہ اس دور میں بھی بیشمار کتب خانے قائم ہوئے ۔ لیکن بہت سے کتب خانے تاریخ کے صفحات میں محفوظ نہ ہو سکے ۔ لہٰذا ان چند کتب خانوں کے تعارف پر اکتفا کیا گیا ہے ۔ جہاں تک جامعاتی اور مدارس کے کتب خانوں کا تعلق ہے ان پر الگ مضمون سپرد قلم کیا جاوے گا ۔

حوالہ جات

۱ ۔ ابن تغری بردی الاتابکی، جمال الدین ابی المحاسن یوسف ۔ النجوم الزاهرة فی ملوک مصر و القاهره ، القاهره : مطابع کوستانسوماس و شرکاه ، بدون التاریخ ، الجز الاول ص ۳۰

۲ ۔ جانسن ، ایلمر ۔ ڈی ۔ اے هسٹری آف دی لائبریریز ان دی ویسٹرن ورلڈ ۔ نیویارک : دی سکارکولو پریس ، ۱۹۶۵ء ، ص ۳۳.

۳ ۔ محولہ بالا ۔ ص ۳۳.

۴ ۔ الذهبی ، ابو عبداللہ شمس الدین محمد ۔ تذکرة الحفاظ مترجم محمد اسحاق ۔ لاہور : اسلامک پبلشنگ ہاؤس ، ۱۹۸۱ء ، ج ۱ ص ۵۴.

۵ ۔ حسن ، حسن ابراهیم ۔ تاریخ الدولة لفاطمیة فی المغرب و مصر ، وسوریه وبلاد العرب ۔ القاهره : مکتبة النهضة المصریة، ۱۹۶۴م . ص ۴۲۸ .

۶ ۔ ابن الاثیر ، ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد بن عبد الکریم بن عبد الواحد الشیبانی ۔ القاهره : اداره الطباعة المنیریة ۔ ۱۳۵۳ھ ، الجز السادس ص ۱۲۹.

۷ ۔ جعفری، رئیس احمد ۔ تاریخ دولت فاطمیہ ۔ لاہور : ادارہ ثقافت اسلامیہ ، ۱۹۸۲ء ص ۱۳۵ بحوالہ جرجی زیدان ، تاریخ مصر الحدیث ، ص ۲۱۱.

۸ ـ احمد الاسکندری ، الوسیط فی الادب العربی وتاریخه ـ القاهره : دار المعارف مصر، ۱۳۹۵هـ ص اے ـ ۸ ، عباس ہمدانی ـ دی فاطمیڈز، کراچی : پاکستان پبلشنگ ہاؤس ، ۱۹۶۲ء ص ۲۵

۹ ـ جعفری، رئیس احمد ـ محولہ بالا ص ۲۹۳.

۱۰ ـ ,,کتاب خانہ ,, دائرہ معارف اسلامیہ ـ لاہور : دانش گاہ پنجاب ، ۱۳۹۸ھ/۱۹۷۸ء ، ج ۱۷ ص ۱۰۲، وشبلی نعمانی ـ مقالات شبلی ـ اعظم گڑھ : مطبع معارف ، ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۱ء جلد ششم (تاریخ حصہ دوم) ص ۱۵۵ منور جہاں رشید ـ قدیم اسلامی مدارس ـ لاہور : مجلس ترقی ادب ، ۱۹۸۵ء ص ۲۹۷ ـ

۱۱ ـ اصفہانی ، ابوالفرج ـ کتاب الاغانی ـ بیروت : دار الثقافۃ ، ۱۹۵۵ء ج ۴ ص ۲۵۵.

۱۲ ـ ابن سعد ، طبقات ابن سعد ، اصحاب کوفہ و تابعین مترجم نذیر الحق میرٹھی ـ کراچی : نفیس اکیڈمی ، ۱۹۷۱ء ، ج ٦ ص ۱۳۰ ـ ۱۳۱.

۱۳ ـ جرجی زیدان ، تاریخ آداب اللغۃ العربیۃ ـ الجز الرابع ، القاہرہ : دارالہلال، دون التاریخ ، ص ۱۰۰

۱۴ ـ آربیری ، اے ۔ جے ـ ,,دی کنٹریبوشن ٹو اسلام ,, دی لیگسی آف ایجپٹ ، مرتبہ ایس ـ آر ـ کے گلین ول ، آکسفورڈ : دی کلینڈرن پریس ، ۱۹۵۷ء ص ۳۵۱.

۱۵ ـ گستاولی بان ـ تمدن عرب مترجم علی بن گرامی ـ لاہور مقبول اکیڈمی ، ۱۹٦۰ ء ص ۳۰٦

۱٦ ـ جعفری ، رئیس احمد ـ محولہ بالا ص ۱۳٦

۱۷ ـ ایضـــاً ص ۲۹۱

۱۸ ـ اسلم جیراج پوری ، محمد ـ تاریخ الامت ـ کراچی : ادارہ طلوع اسلام ، ت ـ ن ، ج ٦ ، ص ۱۳۱

۱۹ ـ حسن ، حسن ابراهیم ـ تاریخ الدولۃ الفاطمیۃ فی المغرب و مصر، و سوریہ وبلاد العرب ـ القاہرۃ : مکتبۃ النہضۃ المصریہ ، ۱۹٦۳م ، ص ۴۳۵ .

۲۰ ـ زیات، احمد حسن ـ تاریخ ادب عربی مترجم عبد الرحمن طاہر سورتی ـ لاہور : شیخ غلام علی اینڈ سنز ، ۱۹۷۲ء ص ۳٦۳

۲۱ ـ حسن، حسن ابراهیم ـ تاریخ الدولۃ الفاطمیۃ فی المغرب و مصر و سوریہ وبلاد العرب ـ القاہرہ : مکتبۃ النہضۃ المصریہ ، ۱۹٦۳م ص ۱۷۱

۲۲ ـ زیات ، احمد حسن ، تاریخ ادب عربی مترجم عبدالرحمن طاہر سورتی لاہور : شیخ غلام علی اینڈ سنز ۱۹۷۲ ء ص ۳٦۳ ـ ۳٦۴

۲۳ ـ آدم میتز ـ الحضارۃ الاسلامیہ فی القرن الرابع الهجری وعصر النضہ فی الاسلام نقلہ الی العربیہ محمد عبد الهادی ابوریدہ ـ القاهره : مکتبہ الخانجیز ، ۱۳۷۷ھ المجلد الاول ص ۳۳۰ـ

۲۴ ـ حسن ، حسن ابراهیم ـ تاریخ الدولۃ الفاطمیۃ فی المغرب و مصر وسوریہ وبلاد العرب ـ القاہرہ : مکتبۃ النہضۃ المصریہ ، ۱۹٦۳م، ص ۵۳٦.

۲۵ ـ محمد زبیر ، اسلامی کتب خانے ـ کراچی : ایچ ـ ایم ـ سعید کمپنی ، ۱۹۷۸ء ص ۹۸

۲٦ ـ آدم میتز الحضارۃ الاسلامیہ فی القرن الرابع الهجری و عصر النضہ فی الاسلام نقلہ الی العربیہ محمد عبدالهادی ابو ریدہ القاهره : مکتبۃ الخانجیز ، ۱۳۷۷ ھ المجلد الاول ص ۳۳

۲۷ ـ عباس ہمدانی ـ دی فاطمیڈز ـ کراچی : پاکستان پبلشنگ ہاؤس ، ۱۹٦۳ء ص ۲۵

۲۸ ـ قدرت اللہ خان ، فاطمی خلافت مصر ـ کراچی : خورشید اکیڈمی ، ۱۹٦۲ء ص ۲۹٦

٢٩ ـ ابوشامه ، عبد الرحمن بن اسماعيل المقدسی ، کتاب الروضتین فی اخبار الدولتین القاهره : مطبعه وادی النیل ، ١٢٨٧هـ ج ١ ص ٢٠٠

٣٠ ـ جرجی زیدان ـ تاریخ التمدن الاسلامی ، القاهره : دار الهلال ، بدون التاریخ ، الجز الثالث ص ٢٣١

٣١ ـ المقریزی ، تقی الدین ابی العباس احمد بن علی ـ کتاب المواعظ والاعتبار بذکر الخطط والاعتبار المعروف بالخطط المقریزیه ـ القاهره : الحلبی وشرکاه ، بدون التاریخ ـ الجز الاول ص ٣٠٨ ، ٣٠٩.

٣٢ ـ ابن عبد البر اندلسی ـ جامع بیان العلم وفضله مترجم عبدالرزاق ملیح آباد ـ لاهور : اداره اسلامیات ، ١٩٧٧ء ص ٢٦.

٣٣ ـ ایضـاً ص ٢٦

٣٤ ـ شبلی نعمانی ـ مقالات شبلی : تاریخی حصه دوم ـ اعظم گڑھ : مطبع معارف ، ١٣٧١هـ ١٩٥١ء ، جلد ششم ص ١٦٢، ١٦٣ ـ

٣٥ ـ جعفری ، رئیس احمد ـ محوله بالا ـ ص ٣٢٨ ـ ٣٢٩

٣٦ ـ محمد زبیر ـ اسلامی کتب خانے ـ دهلی : ندوه المصنفین ، ١٩٦١ء ص ٨٥ .

٣٧ ـ ابن تغزی بردی الاتابکی جمال الدین ابی المحاسن یوسف ـ النجوم الزاهرة فی ملوک مصر و القاهره : مطابع کوستاتسوماس و شرکاه دون التاریخ ، الجز الاول ص ١٧٦ .

٣٨ ـ عباس همدانی ـ دی فاطمیڈز ـ کراچی : پاکستان پبلشنگ هاؤس ، ١٩٦٢ء ص ٣٣

٣٩ ـ حسن ، حسن ابراهیم ـ تاریخ الدولة الفاطمیة فی المغرب ومصر و سوریه وبلاد العرب ـ القاهره مکتبة النهضة المصریه : ١٩٦٣م، ص ٣٢٨

٤٠ ـ زاهد علی ، تاریخ فاطمین مصر ـ کراچی نفیس اکیڈمی ، ١٩٦٣ء ج ٢ ص ١٠٦

٤١ ـ ابن خلدون ، عبدالرحمن ـ کتاب العبر ـ بیروت : دار الکتاب اللبنانی ، ١٩٦٨ء القسم الاول المجلد الرابع ، ص ١٦٨ .

٤٢ ـ المقریزی، تقی الدین ابی العباس احمد بن علی ـ کتاب المواعظ و الاعتبار بذکرة الخطط والاعتبار المعروف بالخطط المقریزیه ـ القاهره : الحلبی وشرکاه، بدون التاریخ ـ الجز الاول ص ٣٥٨ .

٤٣ ـ شبلی نعمانی ـ محوله ص ١٦٨

٤٤ ـ جرجی زیدان ـ تاریخ التمدن الاسلامی ـ القاهره : دارالهلال ، دون التاریخ ـ الجز الثالث ص ٢٣٥ .

٤٥ ـ محمد زبیر ـ محوله بالا ص ٨٥

٤٦ ـ القفطی ، جمال الدین ابوالحسن علی بن یوسف ـ تاریخ الحکماء ـ مصر : مکتبه المثنی، دون التاریخ ص ٣٣٠ .

٤٧ ـ لین پول ، استنلی ـ هسٹری آف دی ایجپٹ ـ کراچی : ایس ـ ایم ـ ظفر ، میر تالپور روڈ ، ١٩٧٧ء ص ١٣٠

٤٨ ـ فرید وجدی ، محمد ـ انسائیکلوپیڈیا آف ٢٠ سنچری .

٤٩ ـ حسن ، حسن ابراهیم ـ تاریخ الدولة الفاطمیة فی المغرب و مصر و سوریه وبلاد العرب ـ القاهره : مکتبة النهضة المصریه ، ١٩٦٣م، ص ٣٢٨

٥٠ ـ المقریزی، تقی الدین ابی العباس احمد بن علی ، کتاب المواعظ والاعتبار بذکرة الخطط والاعتبار المعروف بالخطط المقریزیه ، القاهره : الحلبی وشرکاه، بدون التاریخ ، ج١ ، ص ٣٥٩

٥١ ـ زاہد علی ـ تاریخ فاطمین مصر ـ کراچی : نفیس اکیڈمی ١٩٦٥ء ج ١ ص ٢٣٣، ٢٣٥ .
٥٢ ـ زاہد علی ـ تاریخ فاطمین مصر ـ کراچی : نفیس اکیڈمی ، ١٩٦٣ء ج ٢ ص ١١ ـ ١١٢.
٥٣ ـ ابن خلکان ج ٢ ص ٣٩٦ سلبی ٧٨ .
٥٤ ـ حسن حسن ابراهیم ـ مسلمانوں کا نظم مملکت (النظم الاسلامیه) مترجم علیم الله صدیقی ـ دہلی : ندوة المصنفین ، ١٩٥٩ء ص ١٧٠ .
٥٥ ـ ابن الندیم ، محمد بن اسحاق ـ الفهرست ، مصر : المطبعة الرحمانیه ، ١٣٣٨ھ ص ١٨٩
٥٦ ـ حسن ، حسن ابراهیم ـ مسلمانوں کا نظم مملکت ـ (النظم الاسلامیه) مترجم علیم الله صدیقی ـ دہلی : ندوة المصنفین ، ١٩٥٩ء ، ص ١٧٣ .
٥٧ ـ حمید عسکری ـ نامور مسلمان سائنسدان ، لاہور : مجلس ترقی ادب ، ١٩٦٢ء ص ٣٣٢
٥٨ ـ ابن ابی اصیبعة ـ عیون الانبا فی طبقات الاطباء ـ بیروت : اصدار دارالفکر ، ١٣٧٧ھ/١٩٥٧ء الجز الثالث ص ١٨٣، ١٨٥.
٥٩ ـ ابن ابی اصیبعة ـ عیون الانبا فی طبقات الاطباء ـ بیروت : اصدار دار الفکر ، ١٣٧٧ھ ١٩٥٧ء ، الجز الثالث ، ص ١٦٢، ١٦٣ .
٦٠ ـ ابن الندیم ، محمد بن اسحاق ـ الفهرست ـ مصر : مطبعة الرحمانیه ، ١٣٣٨ھ ص ١٨٩
٦١ ـ یاقوت الحموی الرومی البغدادی ، شهاب الدین ابی عبد الله یاقوت بن عبد الله ـ معجم البلدان ـ بیروت : دارالبیروت ، ١٩٥٨ء ص ١١٣ .